مدیر کے نام

قاری فدا محمد 'پشاور

'رسموں کی بیڑیاں' (اکتوبر ۲۰۰۸ء) کے عنوان سے مولانا مودودیؒ کی تحریر تقریبات میں اِسراف، معاشرت میں تعیش پسندی، رسوم کے بندھنوں سے گلوخلاصی اور جرأت سے سادہ زندگی اپنا کر معاشرے پر مثبت اثرات مرتب کرنے کے حوالے سے ہماری رہنمائی کے لیے خاصے کی چیز ہے۔ اس تحریر میں معاشرتِ اسلامی کی روح سے منافی رسموں کو فی زمانہ صرف تحریک سے غیروابستہ عام تعلق داروں کے حق میں احتجاج کے ساتھ کرہاً قبول کرنے کی ہدایت کی گئی ہے، جب کہ تحریک سے وابستہ افراد سے تو یہ مطالبہ کیا گیا ہے کہ وہ جرأت کا مظاہرہ کرتے ہوئے اپنی پیٹھوں پر لدے ہوئے رواجوں کے بوجھ کو پٹخ دینے میں پہل کریں، اور اس کام کو تحریک سے وابستہ افراد کا فرض گردانا گیا ہے۔ مقامِ افسوس ہے کہ آج کل نہ صرف تحریک سے وابستہ عام صاحبِ ثروت افراد بلکہ بعض رہنمایانِ تحریک بھی اسی رنگ ڈھنگ میں اپنی تقریبات رچاتے ہیں، جسے دوسروں کے حق میں بکراہت قبول کرنے کی تاکید کی گئی تھی۔ نہ صرف تقریبات بلکہ ذاتی زندگی کے دوسرے مظاہر بھی اسی رنگ میں رنگے ہوئے ہوتے ہیں، اور ہم معاشرے کی اصلاح کی خاطر نکو بن کر رہنے کی ہدایت کے برعکس خود معاشرے میں اپنی ناک اُونچی رکھنے کی کوششوں میں مصروف رہتے ہیں۔

ڈاکٹر محمد شکیل 'لاہور

'زرداری صدارت ـــــــ چیلنج اور توقعات' (اکتوبر ۲۰۰۸ء) زرواری کی 'شخصیت' کا احاطہ کیے ہوئے ہے۔ اب زرداری صاحب کو چاہیے کہ اپنی بے گناہی ثابت کرنے اور کرپشن کی تلافی کے لیے اپنے ہی مقروض ملک پاکستان پر رحم کھاتے ہوئے ۶۰ ملین ڈالر قومی خزانے میں واپس جمع کروا دیں تاکہ کچھ نہ کچھ کفارہ ادا ہوسکے۔

اس موقع پر انتخابات کا بائیکاٹ کرنے والے اے پی ڈی ایم کے موقف کے مضمرات و اثرات کا جائزہ لینا بھی مفید تھا۔ سیاسی بصیرت اور خود احتسابی کے لیے سیاسی جماعتوں کو اپنی پالیسیوں کا تنقیدی نظر سے جائزہ بھی لینا چاہیے کیونکہ یہ اہم پارٹیاں اب کافی حد تک پارلیمانی سیاست سے باہر ہیں۔ شفاف انتخابات کی وجہ سے ہی زرداری صاحب قوم پر مسلّط ہوگئے ہیں، جب کہ ججوں کی بحالی اور عدلیہ کی آزادی کوسوں دُور ہے۔ ملک و قوم مہنگائی اور دہشت گردی کے خوفناک بحران میں مبتلا ہیں جس سے نکلنے کی اہلیت و صلاحیت موجودہ حکمرانوں میں نظر نہیں آتی۔